اسلامی نظریاتی کونسل

سفارشات

حدود و تعزیرات

کونسل کے ۱۶۳ ویں اجلاس (۲۰-۲۱/ دسمبر ۲۰۰۶ء) کے فیصلے کے مطابق حدود و تعزیرات سے متعلق سفارشات کا ڈرافٹ تیار کیا گیا، جسے دیگر اراکین کونسل کی خدمت میں برائے ملاحظہ ارسال کر دیا گیا اور پھر اس ڈرافٹ کو کونسل کی لیگل کمیٹی کے اجلاس ہشتم (۲۶/فروری ۲۰۰۷ء) میں بھی پیش کیا گیا۔ ان میں اسے بعض سفارشات کے بارے میں اراکین نے تحریری یا لیگل کمیٹی کے اجلاس میں زبانی طور پر اختلاف کا اظہار کیا۔ اس تناظر میں سفارشات کا ڈرافٹ مع اختلافی نوٹس کونسل کے سامنے غور و خوض کے لیے پیش کیا گیا۔ اس ڈرافٹ کی سفارشات سے اکثر ارکان نے مکمل اتفاق رائے کا اظہار کیا، چند امور جن پر کثرت رائے سے فیصلہ کیا گیا ان کے بارے میں اختلافی نوٹ روداد میں شامل کر دیئے گئے۔ یہ سفارشات اس صفحہ پر دی جا رہی ہیں۔

۱- زنا کی انتہائی سزا سو کوڑے اور چوری کی انتہائی سزا ہاتھ کاٹنا ہے۔ یہ سزائیں اسی وقت دی جائیں گی، جب جرم اپنی نوعیت کے لحاظ سے اور مجرم اپنے ذاتی، تمدنی اور سماجی حالات کے لحاظ سے کسی رعایت کا مستحق نہ ہو۔ عدالت ان اعتبارات سے کسی مجرم کو رعایت کا مستحق سمجھے تو وہ اسے کوئی کم تر سزا بھی دے سکتی ہے۔

۲- زنا بالرضا اور زنا بالجبر دو الگ الگ جرم ہیں۔ عورت اگر اپنے ساتھ زنا بالجبر کی شکایت لے کر آتی ہے تو اس سے چار گواہوں کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا اس صورت میں وہ مستغیث ہے اور ریاست پابند ہے کہ اس کے خلاف اس جرم کی تحقیق کرے، مجرم کو پکڑے اور کسی بھی طریقے سے جرم ثابت ہو جائے تو مجرم کو سزا دے۔

۳- زنا بالرضا کے جرم میں اگر چار گواہ پیش نہ کیے جا سکیں تو ملزم باعزت طور پر بری ہو جائے گا۔ زنا کے الزام میں اس کو پھر کسی دوسرے قانون کے تحت کوئی سزا نہیں دی جا سکتی۔ قرآن کا منشا یہی ہے کہ اس معاملے میں تعلیم و تربیت اور تلقین و نصیحت کا طریقہ اختیار کیا جائے اور سزا اسی وقت دی جائے، جب کم سے کم چار گواہ عدالت میں آ کر اس جرم کے ارتکاب کی گواہی دیں، الّا یہ کہ معاملہ لعان کا ہو اور ملزم قسمیں کھانے سے انکار کر دے یا اپنے جرم کا خود اقرار کر لے یا کسی خاص صورتِ حال میں اس کا جرم آپ سے آپ ثابت قرار پائے۔

۴- حرابہ اور فساد فی الارض کو صرف ڈکیتی تک محدود نہ رکھا جائے۔ قتل، دہشت گردی اور زنا، زنا بالجبر کی صورت اختیار کر لے تو ان جرائم کو بھی حرابہ قرار دیا جائے اور ان کے مرتکبین کو ان کے حالات کے لحاظ سے وہ تمام سزائیں دی

جائیں جو قرآن کی سورۂ مائدہ میں حرابہ اور فساد فی الارض کے مجرموں کے لیے بیان ہوئی ہیں۔

۵- موت کی سزا صرف قتل نفس اور فساد فی الارض کے جرم میں دینی چاہیے۔ قرآن کا صریح حکم ہے کہ ان دو جرائم کے سوا یہ سزا کسی جرم میں بھی دینا جائز نہیں ہے۔

۶- قصاص کے لیے اولیاء کی مرضی کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ وہ ان کی طرف سے معافی کے باوجود لیا جا سکتا ہے، لیکن قاتل کو رعایت دینا پیشِ نظر ہو تو اولیاء کی رضامندی ضروری ہے۔ اس کے بغیر اسے کوئی رعایت نہیں دی جا سکتی۔

۷- قتلِ خطا اور قتلِ عمد دونوں میں دیت اسلامی شریعت کا واجب الاطاعت حکم ہے، لیکن اس کی مقدار، نوعیت اور دوسرے امور میں قرآن کی ہدایت یہی ہے کہ معروف، یعنی معاشرے کے دستور اور رواج کی پیروی کی جائے۔ قرآن کے اس حکم کی رو سے ہر معاشرہ اپنے ہی معروف کا پابند ہے اور معروف پر مبنی قوانین کے بارے میں یہ بات بھی بالکل واضح ہے کہ حالات اور زمانہ کی تبدیلی سے ان میں تغیر کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ عاقلہ وغیرہ کی بحثیں اب بالکل بے معنی ہیں۔ مسلمانوں کا نظمِ اجتماعی اس معاملے میں اپنے حالات و مصالح کے لحاظ سے جو قانون چاہے، بنا سکتا ہے۔

۸- یہ صرف پانچ جرائم ہیں جن کی سزا شریعت میں مقرر کی گئی ہے، یعنی زنا، قذف، قتل و جراحت، محاربہ اور چوری۔ ان کے علاوہ باقی سب جرائم کا معاملہ مسلمانوں کے نظمِ اجتماعی سے متعلق ہے۔ وہ ان کے لیے جو سزا مناسب سمجھے، مقرر کر سکتا ہے۔

۹- جرائم کی گواہی کے معاملے میں عورت اور مرد یا مسلم اور غیر مسلم کی کوئی تفریق نہیں ہے۔ زنا کی تہمت کے سوا اسلامی شریعت میں گواہی کے لیے کوئی نصاب بھی مقرر نہیں کیا گیا۔ چنانچہ حدود کے جرائم بھی ان سب طریقوں سے ثابت ہوں گے جن سے جرم اس زمانے میں ثابت ہوتے ہیں یا آئندہ ہوں گے۔ مسلمانوں کے نظمِ اجتماعی پر اس معاملے میں کوئی پابندی عائد نہیں کی گئی۔

۱۰- قانون کی باقاعدہ تدوین کے بعد جج کے مسلمان ہونے کی شرط غیر ضروری ہے۔ غیر مسلم جج بھی قانون کو پوری طرح سمجھ لینے کے بعد ہر نوعیت کے مقدمات کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔